

ضیاء الدین سردار کا اسماعیل الراجی الفاروقی کے نظریہ اسلامیت علوم کے تجزیہ کا تجزیاتی مطالعہ

The Analysis of Ziauddin Sardar on Isma‘il Rājī al-Fārūqī’s theory of Islamization of Knowledge, an analytical study

سید شاہ حسنⁱ احمد عبدالرحمانⁱⁱ

Abstract

The dream of Islamic Renaissance has been sought by prominent Muslim scholars. Islamization of modern sciences is one of those endeavors in this regard. The following article consists Ziauddin Sardar’s criticism of AL-faruqi’s concept of Islamization of knowledge (IOK). Al-Fārūqī considers the flawed education system responsible for the appalling condition of the Ummah, He presented his work plan of first principles to Islamize modern sciences. His methodology is based on eight components and twelve steps. Ziauddin Sardar is of the view that Ummah should embrace modern sciences by making their own homework take into consideration Islamic epistemology and Islamic world view, revisiting and reinterpreting their sacred texts. He is agreed to the basic theme of the Work Plan, but not with the implementation. Al-Faruqi’ stresses upon the Islamization of Western social sciences and ignores the fact that the modern sciences have built up the new world which according to Sardar leads to the failure of the proposition of IOK. He wants to put Islamic spirit in the edifice of the Western sciences: Sardar opines that how it will be possible to mould knowledge, created by others, according to one’s own needs. As a principle both are agree on the point of uplifting of the Ummah, but both looks at the same thing from two different angles.

Keywords: Al-Faruqi, Ziauddin Sardar, Islamization, Epistemology, World-View, work plan

اسلامی نظریہ علم، مختصر تعارف

اسلام کے تصور علم کا خلاصہ یہ ہے کہ علم کا منبع اللہ جل شانہ کی ذات ہے۔ اور علم اس کی صفت قدیم ہے۔ حتمی سچی قطعی اور ضروری علم وہی عطا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جو ہو گا وہ ظن یا ریب ہو گا۔ مدلل دعویٰ وہی ہے جو علوم وحی سے مبرہن ہو۔ اس کے بغیر کسی کو اپنی بات کی قطعیت کا دعویٰ کرنا درست نہیں۔

i نی ایچ ڈی سکالر، فیکلٹی آف عربک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ii لیکچرار، فیکلٹی آف عربک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اس کے نتائج یہ ہیں کہ توحید، تخلیق کائنات، معاد اور باقی مابعد الطبیعیاتی تصورات میں قطعیت اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم کو حاصل ہے۔ البتہ انسان کو جو علم عطا ہوا ہے۔ وہ انسان کو اس قابل بناتا ہے۔ کہ خالق کو پہچان سکے، خالق اور انسان کے تعلق اور تخلیق کائنات کے مقصد کو جان سکے۔ قرآن کا تصور علم آداب، مقصدیت وغیرہ کے بارے میں بالکل واضح ہے۔

محمد ازم، نقیب العطاس کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"Wisdom تو Knowledge ہے لیکن تمام Wisdom·Knowledge نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی سوچ و

بچار کا نام Knowledge ہے جس کو مشکوک کہا گیا¹۔"

قرآنی آیات کی روشنی میں جو اہم عنوانات سامنے آتے ہیں۔ وہ یہ ہیں: علم کیا ہے؟ علم کا مقصد کیا ہے؟ علم کا نصاب کیسا ہو؟ علم کا نتیجہ کیا ہو؟ علم کے ذرائع کیا ہیں؟ علم کی وسعت کتنی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کی طرف علامہ طاہر القادری نے اشارہ کیا ہے²۔

اسلامی ورلڈ ویو

بقول ضیاء الدین سردار اسلام کا مستقبلیت پر مبنی ایک بھرپور ورلڈ ویو ہے۔ جو عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت سے عیاں ہے۔ کہ اسلام کس طرح دنیا اور آخرت کی فکر دلاتی ہے³۔

ایک بھرپور اور شاندار اسلامی ورلڈ ویو کے لئے انہوں نے تقریباً سو کے قریب اساسی تصورات کی فہرست پیش کی ہے جو اسلامی ورلڈ ویو کی وضاحت کے لئے بمنزلہ آلات کے ہیں۔ ان کو (اس حیثیت سے) صدیوں تک نظر انداز کیا گیا۔

اللہ Allah ادب Adab عدل Adl اجل Ajal اخلاق Akhlaq آخرۃ Akhirah عالم Alam عالم Alim امن Aman امانۃ Amanah امین Amin امیر Amir عقل Aql ارشاد Ard بیعت Bai بیت المال Bait-al-Mal بدعت Bidah دارالاسلام Dar-al-Islam دارالحرב Dar-al-Harb دعوت Da'wah دین Din دیوان Divan ذکر Dhikr دعا Du' a دنیا Dunya فرد Fard فتویٰ Fatwa غیب Ghaib حد Hadd حج Hajj حلال Halal حقیقہ Haqiqah حرام Haram ہدایہ Hidayah ہجرۃ Hijrah حکم Hikmah عبادۃ Ibadah احسان Ihsan اجماع Ijma جمال Israf اجتہاد Ijtihad علم Ilm امام Imam ایمان Iman اتفاق Infaq انسان Insan اصلاح Islah اسراف Israf استحصاب Istihsab استحسان Istihsan استقلال Istiqlal استصلاح Istislah جاحلیہ Jahiliyah جہاد Jihad خلق Khalq خلیفہ Khalifah کتاب Kitāb کفر Kufr مضاربہ Madraba موت Maut نفس Nafs نیۃ Niyyah قلم Qalam قبلہ Qibla قیاس Qiyas رب Riha رسالہ Risalah صبر Sahr شہادۃ Shahadah شریعت Shariah شرک Shirk شکر Shukr شوری Shura سنۃ Sunnah توبۃ Taubah تفسیر Tafsir تصوف Tasawwuf توحید Tawhid تزکیہ Tazkiyah ثواب Thawab اُمۃ Ummah عرف Urf اصول Usul وقف Waqf یقین Yaqin زکوٰۃ Zakah ظلم Zulm⁴۔

اسلامی تہذیب کی تشکیل نو اسلامی ورلڈ ویو کی تشریح ہے۔ یہ ورلڈ ویو عملی بھی ہے اور فکری بھی⁵۔ مسلم تہذیب ایک تاریخی تسلسل ہے جو ماضی میں بھی موجود تھا، آج بھی موجود ہے اور مستقبل میں بھی موجود ہوگا⁶۔

"Epistemology, or theory of knowledge, is in fact nothing more than an expression of a world-view...epistemology permeates all aspects of individual, societal and civilizational behavior. Without a distinct epistemology, a distinct civilization is impossible. Without a way of

knowing, that is identifiably Islamic, we can neither elaborate the world-view of Islam nor put an Islamic stamp on contemporary issues⁷."

"ایفٹسٹمالوجی (علیات)، ورلڈ ویو کو عملی شکل دیتا ہے۔ علم کی نوعیت مغرب میں مبہم اور مجرد ہے۔ جب کہ اسلام کی ایفٹسٹمالوجی ایک عملی چیز ہے۔ اس کی بنیاد غزالی، فارابی، ابن سینا وغیرہ رکھ گئے ہیں۔ اسلامی قانون بھی عملی ہے۔ ہمیں اسلاف کے دیے ہوئے اصولوں پر نئی عمارت بنانے کی ضرورت ہے۔⁸ مغربی ایفٹسٹمالوجی کو جو سبقت حاصل ہے۔ اس کے پیچھے ان کا طریقہ تفتیش ہے، جو کریدتے کریدتے اور کم کرتے کرتے حقیقت تک پہنچتی ہے۔ جدید سائنس کی کامیابی کے پیچھے بھی اس کی عملیت ہی ہے۔⁹ مغربی نظریہ علم پر سائنس کے اندر سے اور سائنس کے باہر سے تنقید ہوئی ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا ممکنہ متبادل موجود ہے¹⁰۔"

نقیب العطاس نے اپنے پرچہ DE westernization of knowledge میں اسلامی نظریہ علم کو ٹشکی و انکاری مغربی نظریہ علم جو اخلاق و اقدار سے عاری ہے کا الٹ قرار دیا۔ وہ ٹشک اور انکاریت کے خلاف نہیں بول رہے۔ بلکہ دراصل آپ غزالی کی موافقت کر رہے ہیں کہ کوئی تب تک یقین نہیں کر سکتا جب تک کہ شک نہ کرے۔ نقیب العطاس کی فکر کا خلاصہ یہ ہے کہ مغربی نظام علم میں کام کرتے ہوئے مسلمان علماء صرف مغربی تہذیب و ثقافت کے اقدار اور اندرونی تناؤ کو پروان چڑھاتے ہیں¹¹۔

اسلامی نظریہ علم تجربہ اور عملیت پر زور دیتا ہے۔ اور مختلف النوع طریقوں سے فطرت کے مطالعہ کو آگے بڑھاتا ہے۔ اسلامی تصور علم مشاہدہ سے لے کر اعلیٰ مابعد الطبیعیات تک کو شامل ہے۔ (جن کی تصریحات قرآن و سنت میں موجود ہیں) اسلامی نظریہ علم لافانی اقدار کے دائرے کے اندر ہر قسم کے علم کی تلاش پر زور دیتا ہے۔ اور یہ مسلم تہذیب کا نشان افتخار ہے۔ فطرت کے مطالعہ کے دو نتائج ہیں، مادی دنیا کا فہم اور روحانی حقائق کی سوچ۔ علم، عدل اور استصلاح کا ارتباط یہ بات یقینی بناتی ہے۔ کہ علم، مساوات، سماجی انصاف اور اقدار کے حصول میں لگا رہتا ہے۔ جو مسلم معاشرہ کی بہبود میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ ارتباط اسلامی نظریہ علم کو آفاقیت عطا کرتی ہے¹²۔

اسلامی نظریہ علم میں کسی ایک مضمون کو دوسرے مضمون کے نعم البدل کے طور پر ترقی نہیں دی گئی ہے۔ دوسری طرف مغرب نے اپنے نظریہ علم سے اقدار اور اخلاق کو نکال کر ایسا علم تخلیق کیا ہے جس کو اسلامی خلافت، فطرت کی تقدیس، سماجی انصاف، عوامی فوائد اور اللہ کی رضا جیسے اسلامی تصورات سے کوئی مناسبت نہیں۔ یہ علم مغربی مفادات کو پروان چڑھاتی ہے۔ یہ اسلامائز نہیں ہو سکتے¹³۔

نظریہ اسلامیت علوم (اسلمیہ المعرفہ) کیا ہے؟

علم کا مادہ "علم" سے ہے جس کا معنی جاننا کے ہیں۔ یعنی "العلم ادراك الشئ بحقیقته"¹⁴

علم اور اسلمہ کی تعریف

کندی کہتے ہیں:

"العلم: وجدان الأشياء بحقائقها"

ابن سینا کہتے ہیں:

العلم ما حصل بالاكتساب

ابن حزم کہتے ہیں:

حد العلم بالشئ: اعتقاد الشئ علی ما هو علیہ، وتیقنہ به و ارتفاع الشکوک عنه

آمدی کہتے ہیں:

وأما العلم فعبارة عن حصول معنى في النفس حصولاً لا يُطرق إليه احتمال كذبہ

جرجانی کہتے ہیں:

العلم هو الاعتقاد اللازم المطابق للواقع، وقال الحكماء: هو حصول صورة الشيء في العقل¹⁵

اسلمہ مصدر ہے باب افعال کا اور یہ مادہ قرآن و سنت میں کئی مرتبہ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ فرماں بردار ہونا، مسلمان ہونا، مذہب اسلام قبول کرنا۔¹⁶ یعنی اپنے آپ کو اسلام کے سپرد کر کے شریعت کی مخالفت نہ کرنا۔ اصطلاحی مطلب اس کا یہ ہے:

تطلق كلمة (اسلمة) على عملية التحويل و الانتقالات الى دين الاسلام من غيره وتشبه في ذلك المصطلحات التي تدل على التحويل و الانتقال من دين او فكر او منهج او لغة ... و المقصد منها هو احلال ما يراه الدين

الاسلامى محل ما يراه غيره، و ابراز الثقافة الاسلامية بدلا من الثقافات الاخرى¹⁷

"اسلامی" کی اصطلاح پہلے پہل امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ نے "مقالات الاسلامین" میں استعمال کی۔ انسانی علوم کی اسلامیت کا آغاز دوسری جنگ عظیم کے بعد ہوا۔ جب مسلم دنیا آہستہ آہستہ سامراجی قوتوں سے آزادی حاصل کرنے لگی۔ لیکن معروف اصطلاح کا آغاز بیسویں صدی میں ستر کی دہائی میں ہوا¹⁸۔ ڈاکٹر محمد نقیب عطاس نے سب سے پہلے 1967 میں یہ اصطلاح استعمال کی۔

عملية تحول في رؤية الإنسان للوجود و نظرتہ للحقيقة إلهية إسلامية واضحة المعالم¹⁹

عطاس نے اسلامائزیشن کی تعریف یوں کی ہے:

“The liberation of man first from magical, mythological, animistic, national-cultural tradition, and then from secular control over his reason and his language²⁰.”

آپ سمجھتے ہیں کہ فکر اور نظریہ کو اسلامی بنایا جائے اور مسلمانوں کو ہر اس فکر سے آزاد کیا جائے جو اسلام کے لئے عار ہو سکتا ہو۔

اسلامیت علوم، اسماعیل الراجی الفاروقی کی رائے

اس فکر کے بانی ڈاکٹر اسماعیل الراجی الفاروقی ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی زبانوں حالی کی ذمہ داری ان کا خستہ نظام تعلیم ہے۔

اسی لئے آپ تعلیم کی بہتری میں ہی عروج کو متصور کرتے ہیں۔

اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ پہلے سے موجود علم کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔ یہ جدید علوم کے جائزے کا نام ہے۔

“The great task facing Muslim intellectuals and leaders is to recast the whole legacy of human knowledge from the standpoint of Islam. The vision of Islam would not be a vision unless it is a vision of something, namely, life, reality, and the world. That vision is the object of study of various disciplines. To recast knowledge as Islam relates to it, is to Islamize it; i.e., to redefine and reorder the parameters and the data, to rethink the reasoning and interrelationships of the data, to reevaluate the conclusions, to reproject the goals, and to do so in such a way as to make the reconstituted disciplines enrich the vision and serve the cause of Islam.”

"مسلمان دانشوروں کو جو بڑا کام درپیش ہے وہ انسانی علوم کے ورثہ کو اسلامی نقطہ نظر سے دوبارہ ترتیب دینا ہے۔ اسلامی خواب تب تک خواب نہیں کہلایا جاسکتا جب تک کہ وہ زندگی، حقیقت اور دنیا کا خواب نہ ہو۔ یہ خواب مختلف مضامین کا موضوع بحث ہے۔ علم کی تشکیل نو سے مراد یہ ہے کہ اس کو اسلامی بنایا جائے یعنی جس طرح اسلام اس سے متعلق ہے۔ مثلاً معیار اور ڈیٹا کی از سر نو تعریف اور ترتیب، باہمی بحث اور ڈیٹا کے تعلق کے بارے میں دوبارہ سوچنا، نتائج کی قدر و قیمت کا دوبارہ تخمینہ، مقاصد کی دوبارہ تعین، اور یہ کام یوں سرانجام دینا کہ از سر نو ترتیب پانے والے مضامین اس خواب کو تقویت بخش سکیں اور اسلام کی خدمت کر سکیں۔"

اس کی پوری تفصیل آپ کی کتاب Islamization of knowledge work plan and principles میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے 1981 میں ایک ادارہ thought International Institute of Islamic بنیاد رکھی۔ جس کے دو بڑے مقاصد تھے:

1. اسلامی نظریہ کے اصول و ضوابط کو مدون کرے گا۔

2. جدید علوم میں مہارت اور رسوخ کے لئے ذرائع، اسباب اور قوت پیدا کرے گا۔

اسلامی تہذیب کا مطالعہ اور اس کا دوسری تہذیبوں سے تقابلی مطالعہ اس سلسلے میں کارگر ہو سکتا ہے۔

مسلم امہ کی پریشانی اور زبوں حالی تب تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک کہ مسلمانوں کا نظام تعلیم درست نہ ہو اور یہ تب تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں سے دو غلے پن کو نکال باہر نہیں کیا جاتا۔ یعنی اسلامی اور سیکولر تعلیم کا تصور ختم نہیں ہو جاتا۔ دونوں کو متحد کر کے اسلامی روح کے موافق بنایا جائے۔ اس کو اپنا راستہ خود بنانے کے لئے نہیں چھوڑا جائے گا۔ اس کی صرف مادی ترقی کے لئے استعمال کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ نظام تعلیم کو ایک مشن عطا کیا جائے گا اور یہ مشن کچھ اور نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اسلامی خواب کی ختم ریزی کر کے وسیع پیمانے پر پروان چڑھایا جائے۔

اسلامیت علوم کی ضرورت، اہمیت اور محرکات

مسلمانوں کی اس پریشانی کے پیچھے اسماعیل الراعی الفاروقی نے مختلف کرداروں کو محرک پایا جو درج ذیل ہیں

3: ثقافتی کردار

2: معاشی کردار

1: سیاسی کردار

آپ کے خیال میں ان کرداروں کو مسلم امہ کی زبوں حالی کا ذمہ دار بنانے کے پیچھے اسلام دشمن استعماری قوتیں ہیں۔

اسماعیل الراعی الفاروقی کے مطابق بنیادی نقطہ تعلیم کی بد حالی ہے۔ جو اس سب کا ذمہ دار ہے۔ موجودہ نظام تعلیم استعماری قوتوں کی یادگار ہے جو مسلسل بد عنوان قیادت فراہم کر رہا ہے۔ پھر اس تعلیمی نظام کا کوئی واضح مقصد بھی نہیں ہے۔ جو نہ ہی تو اسلامی ہے اور نہ ہی مکمل طور پر مغربی۔ مضامین اور طریقہ کار میں مغرب کی نقالی ہے لیکن مغربی مقصدیت سے یکسر محروم ہے۔ پڑھانے والے اور سیکھنے والے درمیانے درجے کے سطحی علم کے مالک ہوتے ہیں۔ چونکہ تعلیم ہی سے قوم کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے اس لئے مسلمانوں کے لئے اسلامیت علوم کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اسلامیت علوم کے مقاصد

اسلامیت علوم کے اہم مقاصد یہ ہیں۔

(1) To master the modern disciplines.

جدید مضامین میں مہارت

(2) To master the Islamic legacy

اسلامی تراث میں مہارت

(3) To establish the specific relevance of Islam to each area of modern knowledge

جدید علوم کے ہر میدان کے ساتھ اسلام کی خصوصی موزونیت پیدا کرنا

(4) To seek ways for creative synthesis between the legacy and modern knowledge

اسلامی تراش اور جدید علوم کے درمیان تخلیقی ترکیب کے طریقے تلاش کرنا

(5) And to launch Islamic thought on the trajectory which leads it to fulfillment of the divine pattern of Allah

اسلامی فکر کو ایسے راستے پر گامزن کرنا جو اللہ کے دیے ہوئے آفاقی خاکہ کی تکمیل کی طرف راہنمائی کرے²¹۔

ان کا خلاصہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ جدید علوم میں مہارت تامہ حاصل کرنا، اسلامی تہذیب اور علمی ورثہ کا مطالعہ، اسلامی علوم کو سیکولر اور جدید علوم کو اسلامی علوم کی طرف لانا ہے۔ اور باہم ضم کرنا، مقصد اسلامی کی تعیین، اور علوم کو اسلامی جامہ پہنانا اور اسلامی فکر کو ایسے راستے پر گامزن کرنا کہ اللہ کے آفاقی طرز کے اہم مقصد کو حاصل کرے۔

اسلامیت علوم کا منہاج

اسلام کے اولین دور میں جو کامیابیاں ملیں ان میں اجتہادی پہلو کا بڑا کردار تھا آٹھویں سے بارہویں صدی ہجری کے دوران پھلا بڑا۔ اس دوران آہستہ آہستہ اجتہاد پس منظر میں چلا گیا اور اجتہاد کے حاصلات کے گرد فقہی مکاتب فکر کا نظام محدود ہو کر رہ گیا۔ دور جدید میں اجتہاد کی ضرورت محسوس تو ہوئی لیکن غیر متعلقہ افراد کے ہاتھ میں ہونے اور ان کی خاص ذہنیت کی وجہ سے یہ کوشش ناکام ہو گئی۔ روایتی علماء کو حالات کی سنگینی کا ادراک نہ ہو سکا۔ یونانی منطق کی وجہ سے وحی اور عقل آمنے سامنے آ گئے۔

قرون اولیٰ میں قائد ہی مفکر ہوتا تھا اور مفکر ہی قائد ہوتا تھا۔ نماز کا امام باقی معاملات میں بھی قائدانہ صلاحیتوں کا مالک ہوتا تھا۔ یعنی فکر اور عمل میں گہرا تعلق اور ہم آہنگی موجود تھی۔ پھر آہستہ آہستہ سیاسی قیادت مسائل میں گھرتی چلی گئی اور ان کا رابطہ علماء سے کم سے کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ فکری طور پر الگ تھلگ ہو کر رہ گئے۔ ان کی قیادت و سیادت فکری نصرت سے محروم ہو گئی۔ دوسری طرف علماء کا طبقہ عملی قیادت چھین جانے سے اجنبی ہو کر عملی سیاسی منظر نامے سے ہٹ گیا۔ اور سیاست سے نفرت کرنے لگ گیا۔ دونوں کے درمیان محاذ آرائی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ساتھ ساتھ روحانیت اور مادیت کی تفریق بھی پیدا ہو گئی۔ جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اسوۃ سے یکجاہ پیش کی تھی۔ اب منتشر ہو گئی۔

الفاروقی نے اسلام، ہش کے طریقہ کار کے لئے آٹھ باتیں ذکر کیں ہیں:

1. امت میں فکری مسئلہ crisis کے شعور کو اجاگر کرنا
2. فکری مسئلہ کی نوعیت کی تفہیم
3. اسلامی فکر اور طریقہ کار اور ناکامی کے درمیان تعلق کی شناخت
4. تراش امہ اور اس کے مقاصد اصلیہ کا تجزیہ
5. عصری مسلم ثقافت کو اسلامی اصولوں اور جدید علوم سے آراستہ کرنا
6. ایک مکمل اسلامی طریقہ کار کی تشکیل جو جدید علوم کو سنبھال سکے

7. مختلف مضامین کی نصابی کتب کی تیاری ترجیحاً سائنسی تحقیق کی۔

8. اکادمیاتی طبقات Academic cadre کی تیاری²²

ضیاء الدین سردار نے الفاروقی کے فکر سے جو اسلامیت علوم کا طریقہ کار اخذ کیا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جدید علوم میں مہارت حاصل کرنا

- ✓ ہر مضمون کی ایسی سروے تیار کرنا کہ پتہ چلے کہ مسلمان علماء نے ہر مضمون میں مہارت حاصل کی ہے۔
- ✓ اسلامی تراث میں مہارت حاصل کرنا، اس طرح کہ مضامین کے تمام مجموعے تیار کیے جائیں۔
- ✓ اسلامی تراث میں مہارت حاصل کرنا، اس طرح کہ موجودہ مسائل کے تناظر میں اس کا تجزیہ کیا جائے۔
- ✓ ان مضامین کے ساتھ اسلام کی مخصوص موافقت۔
- ✓ ہر مضمون کا تنقیدی جائزہ، جب ہر مضمون کا اسلام سے موافقت ہو جائے تو اسلامی نقطہ نگاہ سے ان کا تجزیاتی جائزہ۔
- ✓ اسلامی تراث کا تنقیدی مطالعہ اور یہ کہ انسانی سرگرمیوں میں ان کا کیا حصہ ہے۔
- ✓ مسلمانوں کے سیاسی، معاشرتی، معاشی، اخلاقی، روحانی، فکری، اور ثقافتی مسائل کا مکمل سروے کرنا۔
- ✓ یہی سروے تمام بنی نوع انسان کے حوالے سے بھی کرنا۔
- ✓ تخلیقی تجزیہ و ترکیب، جس میں اسلامی تراث کو جدید علوم کے ساتھ ملانا۔
- ✓ اسلامی دائرے کے اندر تمام مضامین کو پرکھنا اور نصابی کتب کی تیاری۔
- ✓ علوم اسلامی کی تقسیم اور اشاعت اور سابقہ علوم اسلامیہ سے انسانیت کو مالا مال اور روشن کرنا²³۔

اسلامیت علوم کے اصول

توحید باری تعالیٰ The Unity of Allah

اسلامیت علوم کے اصولوں میں پہلا اصول توحید کا ہے۔ کہ اللہ یک ہے، نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ اس کی زوجہ ہے۔ نہ ہی اس کا کسی بھی طرح سے کوئی شریک ہے۔ کائنات اس کی تخلیق ہے اور انسان زمین پر اس کا نائب ہے۔ بعد میں مناطقہ اور فلاسفہ کی موشگافیوں کی وجہ سے س میں غیروں کے مابعد الطبیعیاتی مفروضات اور نظریات داخل ہوئے۔ جس کی اسلامی اصولوں کی روشنی میں تطہیر ضروری ہے۔ تاکہ یہ اپنی خالص شکل میں آسکے۔

علم کے ہر موضوع کا ایک مقصد ہے۔ جس کے پیچھے اللہ کا ارادہ ہے۔

تخلیق کی اکائی The Unity of Creation

یعنی اس نے جو تخلیق کیا ہے وہ ایک مکمل اکائی ہے وہ اللہ کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق چل رہے ہیں۔ یہ اتفاقہ پیدا نہیں ہوئی۔ علت اور معلول، سبب اور مسبب کے اصول۔ یہ مخلوق اس کی بادشاہی ہے۔ اور اس کی تابع ہے۔ اور اللہ نے اس مخلوق کو انسان کا مطیع بنادیا ہے۔ جو انسانی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

سچائی اور علم کی اکائیاں Unity of Truth and Unity of Knowledge

اسلام عقل سے ماوراء نہیں بلکہ عقل کے مطابق ہے۔ جس طرح عقل دین سے ماوراء نہیں ہوتی۔ سچائی جو عقل کا موضوع ہے، وہ ہے جو اللہ تعالیٰ بتائے۔ یوں علم کی اکائی، سچائی کی اکائی پر مبنی ہے۔ اور اسی سے نکلتی ہے۔

قرآن کو ہر نیا قیامی مسائل اس لئے درپیش نہیں ہیں کہ جب سے عربی صرف و نحو وجود میں آئی ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ بظاہر جو وحی اور عقل میں تضاد نظر آتا ہے۔ وہ سوء فہم کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور انسانی عقل کو حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا ہے۔ ورنہ عقل اور وحی میں دراصل کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ کیونکہ وحی عقل کی راہنما ہے۔ مخلوقات میں کی گئی کوئی بھی تحقیق و تفتیش حتمی یا محدود نہیں ہے۔

زندگی کی اکائی Unity of life

زندگی انسان کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ کیونکہ انسان کو اللہ نے پیدا کیا۔ اس کو با اختیار بنایا۔ زندگی اور موت اسی نے بنائے۔ اللہ کے ارادے اور منشا کی دو قسمیں ہیں (1) سنن یا قوانین فطرت، اور (2) قوانین اخلاق۔ قوانین فطرت جاننے کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور یہ عرفان الہی کا ذریعہ ہے۔ اور قوانین اخلاق سے انسانی زندگی، زندگی بنی ہے۔ دوسرے مذاہب کے برخلاف اسلام انسان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ قرار دیتا ہے۔ اسلام میں حلال و حرام اور مباح و واضح ہیں اس لیے مسلم دانشور کو چاہیے کہ ہر چیز کو اسلامائز کرے۔

انسانیت کی اکائی Unity of Humanity

تمام انسانوں کو اللہ نے آدم اور حوا علیہ السلام سے پیدا کیا۔ اس لئے باوجود متنوع خصوصیات کے انسان سب برابر ہیں۔ اور یہ خصوصیات محض پہچان کے لئے ہیں۔ یہی اسلام کی آفاقیت ہے۔

وحی اور عقل کی موجودہ حالت The Contemporary Nature of Revelation and Reason

اللہ نے انسان کو عقل سے نوازا تاکہ اپنی دنیاوی ضروریات پوری کر سکے۔ جبکہ وحی کے ذریعے نیک زندگی کی طرف رہنمائی کی ہے۔ عقل چونکہ محدود ہوتی ہے اس لئے وحی اس کی راہنمائی کرتی ہے۔ گویا دونوں ایک دوسرے کے معاون ہیں انسانی بہبود کے لئے²⁴۔

ضیاء الدین سردار کی رائے اور فکری پس منظر: ایک تعارف

ضیاء الدین سردار دیپال پور پنجاب میں 1951 میں پیدا ہوئے۔ آپ برطانوی شہری ہیں۔ آپ ایک لکھاری، دانشور اور ثقافتی نقاد ہیں۔ آپ خود کو کثیر الثقافتی قرار دیتے ہیں۔ آپ کی ثقافتی تنقید حتمی اور تیر بہدف ہوتی ہے۔ لیکن یہ طالب علمانہ نہیں بلکہ پختہ ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انسان کئی طرح کا ہو سکتا ہے مثلاً مغربی، اسلامی اور اسٹریلیوی۔ ان سب کی اپنی خصوصیات ہیں۔ ہر ثقافت ایک مکمل ثقافت ہے۔ ضیاء الدین سردار عموماً یہی سوال پوچھتے ہیں:

"The question that Sardar has always asked is: 'how do you know?'

The answer depends a great deal on who 'you' are: 'how you look at the world, how you shape your inquiry, the period and culture that shapes your outlook and the values that frame how you think'²⁵

ضیاء الدین سردار کا خیال ہے کہ مسلم امہ جسمانی، ثقافتی اور فکری فنا کے قریب ہے۔ مسلمانوں کو روایت پرستی اور الگ تھلگ ہونے کی ذہنیت کو چھوڑنا ہوگا²⁶۔

ا۔ اسلامی علوم آفاقی ہیں

آپ کی نظر میں اسلامی علوم بہ یک وقت عقلی بھی ہیں اور روایتی بھی۔ اسلامی علوم کو اسلامی ورلڈ ویو کے تناظر میں مرتب کیا جائے۔ جہاں مسلمان زمین پر اللہ کے خلفاء کی حیثیت سے ہوں۔ عدل قائم کریں گے۔ مفاد عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے اجماعی طور پر حلال و حرام کا امتیاز برتیں گے۔ اسلامی علوم آفاقی ہیں جن کی بنا عقل و تجربہ پر ہے۔ جو ثقافتی حدود سے ماوراء ہے۔ جو حقیقت کے پیچیدہ باہمی تعلق کو اجاگر کرتی ہے۔ اور معاشرتی مسائل کو حل کرتی ہے²⁷۔

ب۔ مسلم امہ کے مستقبل کے حوالے سے Futurology کے نام سے ایک نیا مضمون بھی متعارف کرایا۔

آپ Postmodernism کو مغربی ثقافت کے استعمار کی نئی شکل سمجھتے ہیں اور اس پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ یہ غیر مغربی ثقافتوں کو دبانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ زندگی کو پروان چڑھانے والی Trans-modernity کا تصور دیتے ہیں۔ جو روایات اور اقدار کے احترام پر مشتمل ہے²⁸۔

تعلیم کی بد حالی کے حوالے سے ضیاء الدین سردار کہتے ہیں کہ یونیورسٹیاں کاروباری اداروں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ اس لئے ایک رائے یہ سامنے آرہی ہے کہ تعلیمی سانچے اور نظام کو بدل دیا جائے۔ یہ سب Neo-liberalism کی وجہ سے ہوا ہے²⁹۔

سردار ایک کی بجائے کئی Futures کے قائل ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تعلیم کے مستقبل کے حوالے سے Futurology دنیا کے پیچیدہ منظر نامے کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ مستقبل کے معاشرہ کے بارہ کچھ فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مستقبل کی تعلیم کیسی ہو، موجودہ trends میں سے کیا ان کو دینا چاہیئے اور ہماری کوئی خواہشات ان کو دیا جانا چاہیئے³⁰۔

ت. عروج کے راستے میں کیا حائل ہے۔

آپ کہتے ہیں:

"مسلم معاشرہ اخلاقی اقدار دنیا کو دے رہا ہے لیکن کوئی عمدہ تعلیمی نظام نہ ہونے کی وجہ سے سترہویں صدی کے بعد سے دنیا کو علم نہیں دے رہا۔ مادی اور دنیاوی قدر و قیمت کے حوالے سے مسلمانوں کا علم بے وقعت ہو کر رہ گیا ہے۔ اس لئے جب تک ہمارے پاس ایسی قوت نہ ہو جو معاشرے کو (علمی) غلامی سے بچا سکے تب تک ہمارے روحانی اقدار کی بقا ممکن نہیں ہے³¹۔"

سردار سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے عروج میں ایک خاص ذہنیت حائل ہے۔ جو درج ذیل عوامل پر مشتمل ہے۔

صرف ایمان باللہ اور تقویٰ ہی مسلمانوں کا عروج واپس دلا سکتا ہے۔ موجودہ جبری فکر مسلمانوں میں عام ہے۔ کہ تقدیر پہلے سے لکھی جا چکی ہے۔ اور ہم اس کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ مسلمان اپنی احساس کمتری کی وجہ سے جدیدیت میں اپنے تمام مسائل کا حل دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسلام ان حالات میں ان کو وہ سب کچھ نہیں دے رہا۔

مغرب سے جو ہم نے مسائل کے حل کے لئے علت اور معلول (Cause and Effect) کا طریقہ لیا ہے وہ نامناسب ہے، ان پیچیدہ مسائل کے لئے جواب درپیش ہیں۔ مسلمان ممالک اب اس میں اور مغربی ممالک بھی باہم ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کئی ایک خارجی قوتوں کے دباؤ کا سامنا ہے³²۔

اسلام کو اکثر صرف عبادات کی حد تک محدود مذہب پیش کیا جاتا ہے۔ اس بات پر تجدید پسند خوش ہوتے ہیں۔ جب کہ روایت پرست اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات قرار دیتے ہیں۔ آپ مودودی اور سید قطب کے فکر اسلامی سے متفق نظر نہیں آتے۔ کیونکہ یہ دونوں اسلام کو مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تو ہیں لیکن پیش نہیں کرتے۔ آپ کہتے ہیں کہ نقیب العطاس کے مطابق اسلام کو چار بنیادی امور میں منحصر کیا جاسکتا ہے۔

(2) indebtedness شکر

(1) Submissiveness اطاعت

(4) Judicious power قوت عدلیہ³³

(3) Natural limitation قدرتی حدود

اسلامی تہذیب کو محض ایک تاریخی تہذیب کے طور پر پیش کیا گیا جب کہ مستقبل کے حوالے سے اسلام کو پیش نہیں کیا گیا۔ ہم ہوم ورک نہ کر کے اس کو مستقبل کے حوالے سے پیش کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں³⁴۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں:

"ان کا نقطہ نظر اسماعیل الرجا الفاروقی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ اسماعیل الرجا کے مطابق مسلمان معاشرے نے جدید مغربی تعلیم کو جوں کا توں لے لیا جو مسلمان معاشرے کے اقدار سے جوڑ نہیں کھاتا۔ وہاں کی مغرب زدہ یونیورسٹیاں مغرب کے متوسط طبقہ کو بطور مثال سامنے رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ روحانیت کو نظر انداز کر کے مادیت پر زور دیتا ہے۔ الفاروقی کا رد عمل سخت اور درد بھرا ہے۔ اور آپ کو مغرب پر سخت غصہ بھی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی بد حالی میں آپ مغرب کو بھی ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ مغرب نے قوت سے اور ورغلانے کے انداز میں اپنا سیکولر نظام تعلیم ان پر تھوپ دیا جس نے مسلم ثقافت اور اعتقاد کی بنیادیں ہلادیں۔ اور سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت جدیدیت اور حقیقت کی دنیا سے نصاب کے اسلامی اجزاء کو دور رکھا۔

الفاروقی کے ورک پلین کے مطابق اللہ کی وحدانیت، کائنات کی ترتیب اور نظم وغیرہ، علم، زندگی اور انسانیت کی اکائیوں اور آخر میں وحی اور عقل کی اعانت سے مل کر تلاش اور حصول علم کا عمدہ فریم ورک بن سکتا ہے۔ جدید سماجی علوم اور اسلامی تراش پر عبور حاصل کر کے دونوں کو باہم یوں ملا کر کہ مغربی علم کی روح، اسلامی تراش کے بدن میں حلول کر جائے۔ ساتھ میں اس کے اجزاء میں تبدیلی اور تشریح کرے بطور اسلامی worldview کے۔ لیکن یہاں آکر، بقول ضیاء الدین سردار، یہ ورک پلین مسئلہ بن جاتا ہے³⁵۔"

ورک پلین، علم کی تخلیق، نئے مضامین کے بننے اور علم اور علمی فکر کے درمیان لاعلمی بیان کرتا ہے۔ رجعت پسند عناصر اسلام کے عہد اول کی تاریخ میں ہی مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ تاریخی تراش تضادات پر مشتمل ہے۔ یہ قابل قدر تاریخ تھی لیکن اپنے وقت میں۔ اب ہمیں ورک پلین کے پہلے اصول یعنی دانشورانہ تاریخ کے تخلیق استعمال، علم کیسے پیدا ہوتا ہے، کیسے برقرار رہتا ہے اور کیسے استعمال ہوتا ہے، پر توجہ مرکوز رکھنے کی ضرورت ہے۔

ضیاء الدین سردار کی تنقید

علم اور ورلڈ ویو میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جدید علم کی ساخت براہ راست مغربی ورلڈ ویو کی پیداوار ہے۔ یہ علم اس معاشرہ کے مادی، جسمانی، ذہنی اور فکری مسائل کے حل کے لئے ارتقاء کے منازل کے بعد یہاں تک پہنچا ہے۔ مضمون کوئی بھی ہو لیکن اس کے پیچھے بیانیہ وہی ایک ہو گا³⁶۔ تعلیمی مضامین میں تین باتیں قابل غور ہیں:

- ✓ علم کی درستگی۔
- ✓ انہوں نے مستقبل کو کالونی بنادیا۔
- ✓ انہوں نے مغرب کو حتمی طاقت بخشی۔

اس لئے اب مغرب جس چیز کی جو تعریف کرے وہ قابل قبول ہوتا ہے۔ مثلاً آزادی کیا ہے، انسانی حقوق کیا ہے، وغیرہ۔ اس لئے اگر تعلیم کی نئی تعریف کرنی ہے تو مغربی تعلیم اور طاقت پر شدید ضرب ہوگی۔ پس مسلم معاشرے میں تعلیم کی اصلاح ایسی سادہ نہیں بلکہ اس کے لئے مغرب کی جدید تعلیمی نظام کی تعریف کی قوت اور اس کے ورلڈ ویو کو فاش کرنا ہوگا۔ تاکہ اس کا متبادل اسلامی سانچہ بنا سکے۔ جو انسانیت اور اقدار پر مبنی تعلیم کا راستہ ہموار کر سکے۔ یہ مطالبہ صرف اسلامی حلقوں کا نہیں بلکہ دیگر معاشروں سے بھی ایک زیادہ انسان دوست تعلیمی نظام کی بات ہو رہی ہے³⁷۔

ث. اصلاح تب کارگر ہو سکتی ہے جب یہ ماحول کو مد نظر رکھے۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں:

"نارمل زمانے کے بعد کے دور میں جو افرا تفری ہے اس میں مغرب تو آگے بڑھ رہا ہے لیکن باقی ہر ایک تیز تر ہو رہا ہے۔ دنیا میں تمام انسان ہر قسم کے تعلیمی، سیاسی، اور اقتصادی صورتحال میں باہم ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ اس لئے ان حالات کے کھوج لگانے میں انسانی بقا پوشیدہ ہے۔ ان اقوال پر مبنی جو بھی علم تخلیق ہو گا چاہے اس کی بنیاد اسلامی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ آفاقی ہو گا۔ علم کی ترویج میں زبان کا کردار کلیدی ہے۔ جس میں اصطلاح سازی بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سارے عمل میں اسلامی نظریات کی تعمیر اور اخلاقیات کے نظریہ ریلیٹیویزم Theory of Relativism کے خلاف حفاظت اساسی مقصد ہے۔

مذہبی اور سیکولر مسائل کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور تکنیکی معاملات بھی چونکہ مسلم معاشرہ کے مسائل ہیں اس لئے کسی بھی اصلاحی پروگرام میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ سردار سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس اصلاحی پروگرام میں ہر پس منظر اور عمر کے لوگوں کو اظہار خیال کا موقع دینا چاہیئے۔ نوجوانوں پر عالمی سطح پر اعتماد کر کے ہم علوم کے انضمام کے لئے نیا سانچہ بنا سکتے ہیں³⁸۔

ہمیں اگر آگے بڑھنا ہے تو دوسروں کو گلے لگانا ہو گا۔ اور یہ آگے بڑھنے کا نیا انداز ہے۔ مسلم معاشرے میں فکر کا احیاء اور تحقیق کی لہر دوڑانی چاہیئے۔ "شناخت" کی سیاست سے نکلنا ہو گا، اور دور حاضر کی پیچیدہ اور متعارض دنیا کی طرف، اور ایسے شہری تیار کرنے ہوں گے جو دنیا کی قیادت سنبھال سکیں۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں:

"الفاروقی کا ورک پلین بعض ناگزیر چیزوں کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ناکام ہو گیا۔ الفاروقی مغربی معاشرتی علوم کو اسلامی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس میں حق بجانب بھی ہیں کہ یہ علوم مغرب مائل ہیں اور یہ مغرب کے قومی ریاست اور نسلی شناخت کے تصور کو آگے بڑھا رہے ہیں³⁹۔"

الفاروقی نے یہ بات بھی نظر انداز کی کہ جدید دنیا مغربی سائنس اور ٹیکنالوجی نے بنائی ہے۔ نہ کہ ان کے معاشرتی علوم نے۔ اس لئے اسلامیانہ کے کسی بھی پروگرام میں اس بات کو لینا چاہیئے۔ دوسروں کے بنائے ہوئے مضامین میں اسلامی روح ڈالنے کو کیا اسلامیا کہیں گے؟ یا اسے اسلام کی مغربیت کہیں گے؟⁴⁰ (یعنی یہ غیر منطقی بات ہے)۔ اسلام بالاتر ہے اسلام کو جدید علوم سے موافقت کی ضرورت نہیں بلکہ جدید علوم اسکے محتاج ہیں کہ وہ اسلام کے موافق ہوں⁴¹۔

معاصر اسلامی نظریہ پنپ سکتا ہے جب اس سانچے کو ترقی دیں جس میں مسلم تہذیب کے اظہار کا مطالعہ معاصر ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جاسکے۔ ہمیں دو سانچے چاہئیں: علم کا اور رویہ کا سانچہ؛ ان دونوں سانچوں کی بنیاد ہمیں قرآن و سنت میں مل سکتی ہے۔ لیکن ہمیں ان دونوں کو معاصر حالات کے تناظر میں دیکھنا ہو گا۔ سانچوں کی طرح مضامین بھی دو طرح کے ہیں⁴²۔

خلاصہ

ہمیں اقدار سے آغاز کرنا چاہیئے۔ جس کا مطلب ہے کہ، فکر اسلامی کی تاریخ میں، علم الکلام میں عقلیت کے چیلنج کے رد عمل میں سوال دوبارہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ جدید تعلیمی نظام کی اس قوت کو توڑنا ہو گا جس سے وہ جدید علم کی تعریف کے قابل ہوتا ہے۔ اور علم کے ان ساختوں Paradigms کی تشکیل کرنی ہو گی اور نئے متبادل تعلیمی ساخت بنانا ہوں گے۔ اپنے متنوع ورثہ اور مسلم تہذیب کو بطور تہذیب دیکھنے کی ضرورت ہے۔ دنیات، تاریخ، سائنس و ٹیکنالوجی اور فن و ادب کے دانشور کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمارے ورثہ اور انسانی کامیابیوں کی ایک مربوط اور مکمل تصویر پیش کر سکے۔ ماہرین عمرانیات اور مستقبلیات کی ضرورت ہے جو موجودہ ٹرنڈز Trends پر کام کر سکے۔ کہ کس طرح یہ مسلم معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ مستقبل کی طرف آنکھ لگا کر دیکھنے سے ہی با معنی اصلاح کا کام کیا جانا ممکن ہے⁴³۔ مسلم اہل علم و

دانش کو درپیش کام یہ ہے کہ اسلامی نظریہ علم کو استعمال کرتے ہوئے فطری اور سماجی سونو علوم کے لئے متبادل علمی سانچہ بنائے۔ اور مسلم معاشرے کی ضرورت کے مطابق مضامین مرتب کرے۔ جب امتیازی اسلامی سانچہ اور مرتبط علمی ساخت بن جائیں، تب مسلمانان عالم، مغربی تہذیب کے بالمقابل برابر کر سکتا ہے۔ یہ ہے تو کافی مشکل کام لیکن ناممکن نہیں۔ عطا اس اور الفاروقی دونوں نے اپنے اپنے طریقوں سے اسے ظاہر کیا ہے۔ مسلمان علماء اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔

محاکمہ و تطبیق

موجودہ مسلم معاشرے کے بارے میں دونوں فکر مند ہیں۔ لیکن دونوں کی آراء میں تھوڑا بہت فرق موجود ہے۔ اگر الفاروقی روایت پسند ہیں تو ضیاء الدین سردار اس کی بہ نسبت کافی ترقی پسند۔ سردار کا طریقہ کار زیادہ حقیقت پسندانہ ہے۔

ضیاء الدین سردار مقدس متون کی ہر بات کو آفاقی نہیں سمجھتے جب کہ الفاروقی علم اور سچائی کی اکائی میں اس کے قائل ہیں۔ یعنی متون کلیات کے ذریعے رہنمائی فراہم کرت ہیں نہ کہ مخصوص جزئیات میں علم کو محصور کر رہے ہیں۔

ضیاء الدین سردار قرآن کو موجودہ فہم، معاصر ضروریات اور جدید حالات کے مطابق سمجھنے کی بات کرتے ہیں جب کہ الفاروقی کہتے ہیں جدید علوم کو اسلامی yardstick پر پرکھا جائے۔ اور ہر بات کو اسلامی بنایا جائے۔

ضیاء الدین سردار کی نظر میں اسلامی علوم بہ یک وقت عقلی بھی ہیں اور روایتی بھی جب کہ الفاروقی کہتے ہیں عقل دنیاوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ گویا یہ ان معنوں میں اسلامی علوم نہیں کہلائے جاسکتے۔

ضیاء الدین سردار کے خیال میں اسلامی علوم کی بنا عقل پر ہے اور الفاروقی کہتے ہیں کہ دونوں باہم معاون ہیں۔ تعاون کی حد تک بات میں اتفاق ہے۔ لیکن شاید سردار یہ بناء لازمی سمجھتے ہیں۔ دونوں کا اتفاق ہے کہ مغربی تعلیم اپنی موجودہ شکل میں من و عن لینا خطرناک ہے، کیونکہ یہ تعلیمی نظام مغربی ضروریات کو سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے۔ البتہ اس کو اسلامیانے کے لئے ان کا طریقہ مختلف ہے۔

ضیاء الدین سردار، الفاروقی کے ورک پلیٹن سے متاثر ضرور نظر آتے ہیں لیکن جب وہ اسلامی اعتقادات پر مبنی اسلامی نظریہ علم میں مغربی سیکولر علم کو اسلامیانے کی بات کرتا ہے۔ تو یہاں اس کی رائے بدل جاتی ہے۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں کہ تراث اسلامی سے صرف آگے بڑھنے کی تحریک لی جائے جبکہ عملی طور پر معروضیت کو سامنے رکھا جائے۔ الفاروقی روایت پرستی کی طرف مائل ہیں۔ جدید مغربی علوم مغربی سیکولر بیانیہ کی پیداوار ہیں جو ان کی فکری اور مادی ضروریات پورا کرتے ہیں۔ اسلامی بیانیہ سے یہ علوم کس طرح موافق ہو سکتے ہیں؟ اسلامی بیانیہ اور جدید مغربی فکر کے ملاپ سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں کہ اصطلاح سازی، مذہبی اور سیکولر مسائل کے ساتھ تکنیکی مسائل کو بھی تعلیمی پروگرام کا حصہ بنانا ہوگا۔ تعلیمی اصلاح اتنی سادہ نہیں ہے۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں کہ "شناخت" کی سیاست سے نکلنا ہوگا۔۔۔ جب کہ الفاروقی مسلم معاشرے کی شناخت کے بارے میں فکر مند ہیں۔

نتائج و سفارشات

امت مسلمہ کو اسلامی نظریہ علم اور اسلامی ورلڈ ویو کی روشنی میں اپنی ضروریات کے مطابق علوم کی تسخیر اور تشکیل کرنی چاہیئے۔ جس میں مغربی ورلڈ ویو کے پیدا کردہ معاشرتی علوم شامل نہ ہوں۔

دونوں آراء نہ ہی تو مکمل طور پر مسترد کیے جانے کے قابل ہیں اور نہ مکمل طور پر قبول کرنے کے۔ بلکہ عموماً قابل عمل راستہ درمیان کا ہوتا ہے۔ اور وہ خدا صفا دوع ماکدر کا طریقہ ہے۔ مسلم اُمہ کو وہ تمام مغربی علوم لینے چاہئیں جو ان کے کام کے ہیں اور جن سے کوئی اعتقادی، اخلاقی، سماجی یا ثقافتی مسائل پیدا نہ ہوں۔

جو علوم ہماری تہذیب سے متصادم ہیں ان کے وہ اجزاء تو لے لئے جائیں۔ جو ہمارے موافق ہیں اور غیر موافق اجزاء کو صرف بالغ النظر طلباء ہی کے سامنے پیش کیے جائیں اور ساتھ میں ان میں موجود خطرات سے آگاہی دی جائے۔ غیر ضروری اور ضرر رساں علوم اور ثقافتی اجزاء جن کے نہ ہونے سے ہماری ترقی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ان کو مطلقاً چھوڑ دیا جائے۔ اس کے متوازی مسلم اُمہ کو اپنی ضروریات کے لئے تھنک ٹینک، سائنسی تحقیقی مراکز، دانشگاہیں اور حقیقی یونیورسٹیاں قائم کرنے چاہئیں۔

پس نہ تو مغربی علوم کو (فکری پہلو کی وجہ سے) مکمل طور پر لیا جاسکتا ہے اور نہ ہی (افادیت کی وجہ سے) چھوڑا جاسکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 Azram, Epistemology an Islamic perspective, IIUM Engineering Journal, Vol. 12, No. 5, 2011: Special Issue on Science and Ethics in Engineering
- 2 القاوری، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر، اسلام کا تصور علم: 13، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور 1999ء
- Al-Qadri, Prof. Dr. Muhammad Tahir, Islam ka Tasawar e Ilm, Minhajul Quran Publications, Lahore, 1999, Page: 13
- 3 Srdār, dīā al-dīn, Islamic futures :the shape of ideas to come, Billing & Sons Ltd., Worcester, 1985, P:23
- 4 Ibid, Srdār, dīā al-dīn, Islamic futures : the shape of ideas to come, P:70-72
- 5 Ibid, PP:65
- 6 Ibid, PP:67
- 7 Ibid, PP:72
- 8 Ibid, Srdār, dīā al-dīn, Islamic futures : the shape of ideas to come, PP: 74-73
- 9 Ibid, PP:86
- 10 Ibid, PP:91
- 11 Ibid, PP:93-94
- 12 Ibid, P:103
- 13 Ibid, Srdār, dīā al-dīn, Islamic futures : the shape of ideas to come, P:10

14 اسلام کا تصور علم: 13

Islam ka Tasawar e Ilm, Page: 13

- 15 منیاوی، محمد بن سائین اسماعیل، اسلامیہ المعرفہ (دراسۃ تحلیلیہ نقدیہ): 49 مقالۃ الدكتوراء، جامعۃ ام القری المملکۃ العربیۃ السعودیہ، 41-1440ھ

Munyawi, Muhammad bn Sameen, Aslamtul Ma'arifa, Ph.D Thesis, Ummul Quran University, KSA, 1440-41 H, Page: 49

- 16 کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید: 795، ادارۃ اسلامیات، لاہور- کراچی، 1986ء
Kiranwi, Waheedul Zaman Qasmi, Al-Qamosul Waheed, Idara Islamiyat, Lahore, Karachi, 1986, Page: 795
- 17 نفس مصدر: 32
Ibid, Page: 32
- 18 اسلامیہ المعرفۃ: 33-34
Aslamtul Ma'arifa, Page: 33-34
- 19 ڈاکٹر محمد نقیب العطاس، مدخلات فلسفۃ بین الاسلام والعلمانیۃ: 189، دار النفاکس، عمان، 1420ھ
Dr. Muhammad Naqeeb Al-Atas, Mudakhilat bainal Islam, Darul Nafies, Oman, 1420 H, Page: 189
- 20 Al-faruqi, Ismael AL raja, Islamization of Knowledge General Principles and Work Plan, International Institute of Islamic Thought Herndon Virginia, U.S.A.1988, Page:174
- 21 Ibid
- 22 Islamization of Knowledge General Principles and Work Plan, Page: 59-79
- 23 Srdār, dīā al-dīn, Islamic futures :the shape of ideas to come, Page: 97-98
- 24 Islamization of Knowledge General Principles and Work Plan, Page: 34-57
- 25 Ehsan Masoo "Introduction: the Ambiguous Intellectual ", in Ehsan Masood, editor, How Do You Know". Reading Ziauddin Srdār on Islam, Science and Culture , Pluto Press, London , 2006
- 26 Srdār, dīā al-dīn, 'Reformist Ideas and Muslim Intellectuals' in Abdullah Omar Naseef (Editor), Today's Problems, Tomorrow's Solutions: Future Thoughts on the Structure of Muslim Society, Mansell, London, 1988, Page:166
- 27 Srdār dīā al-dīn, Explorations in Islamic Science, Mansell, London, 1989, Page: 163-164.
- 28 Srdār dīā al-dīn, 'Beyond Difference: Cultural Relations in a New Century', in How Do You Know: Reading dīā al-dīn Srdār on Islam, Science and Cultural Relations edited by Ehsan Masood, Pluto Press, London, 2006.
- 29 Srdār dīā al-dīn, Rethinking reforms in higher education from Islamization to integration of knowledge, International institute of Islamic thought, USA/ UK, 2018, Page: 3
- 30 Ibid, Page: 8
- 31 Ibid, Page: 12
- 32 Islamic futures :the shape of ideas to come, Page:5-8
- 33 Ibid, Page: 62-63
- 34 Ibid, Page:65

- 35 Rethinking reforms in higher education from Islamization to integration of knowledge Page:13
- 36 Ibid, Page:14
- 37 Rethinking reforms in higher education from Islamization to integration of knowledge, Page:15
- 38 Ibid
- 39 Islamic futures :the shape of ideas to come, 1985,98
- 40 Ibid, Page: 100
- 41 Ibid, Page: 101
- 42 Ibid, Page:102
- 43 Rethinking reforms in higher education from Islamization to integration of knowledge, Page:17